محمد ذکوان ندوی

ایک عجیب ظاہرہ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حال میں ایک تعلیم یافتہ مسلمان سے ہماری ملاقات ہوئی۔ وہ انگریزی کے علاوہ عربی زبان سے بھی واقف تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ وہ اسلام کو مانتے ہیں۔ وہ نماز اور دیگر اسلامی عبادات پر اپنے مخصوص فلسفے کے تحت تبصرہ فرما رہے تھے، جو صرف فکری التباس کے ایک نئے جنگل کے ہم معنی تھا۔ دوران گفتگو انھوں نے اپنے ایک دوست کے ساتھ ایک سوال وجواب کا ذکر کیا۔

اُن کے دوست کا سوال یہ تھا کہ خدا کے وجود کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انھوں نے بتایا کہ میں نے جواب دیا: خدا میرا کنسرن (concern) نہیں۔ میرا کنسرن صرف یہ ہے کہ ہمارے پڑوس میں کوئی شخص بھوکا اور محروم نہ رہے؛ کوئی محتاج اور ضرورت مند عورت اور مرد ایسا باقی نہ رہے جس کی ضرورت کا سامان نہ کیا جا سکا ہو۔

اِس گفتگو کو سن کر میں نے کہا: آپ کا انسانی جذبہ، بلاشبہ انتہائی قابل قدر ہے۔ تاہم کیا خدا پر سچا ایمان یا آپ کے الفاظ میں ''خدا کو اپنا کنسرن بنانا'' اِس چیز میں مانع ہے کہ آدمی اپنے پڑوسیوں اور اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ نہ کرے؟ میں نے کہا کہ ایمان کا ماخذ (کتاب وسنت) اِس بات کی تعلیم و تاکید سے لبریز ہے۔ مثلاً قرآن میں بار بار اہل ایمان کا ذکر کرتے ہوئے اِس طرح کے الفاظ میں اُن کی مطلوب صفات بیان کی گئی ہیں:

☆ 'وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ'[1]، یعنی اُن کے مال میں حق تھا سائل اور محروم کے لیے۔

۱۔ الذاریات ۵۱: ۱۹۔

☆ 'وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا'[2]، یعنی وہ مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے رہے، اِس کے باوجود کہ وہ خود اُس کے ضرورت مند تھے۔

اِسی طرح جو لوگ دعویٰ ایمان و معرفت کے باوجود مذکورہ قسم کی اعلیٰ انسانی صفات سے خالی ہوں، اُن کو جہنمی اور روز جزا و آخرت کو جھٹلانے والا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے:

☆ 'كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ. اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ. فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ. عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ. مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ. قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ. وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ. وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ. وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ. حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ'[3]، یعنی ہر شخص اُس دن اپنے عمل کے بدلے رہن ہو گا۔ داہنے والوں کے سوا۔ وہ باغوں میں ہوں گے۔ اِن مجرموں کے بارے میں وہ باہم سوال کر رہے ہوں گے۔ (وہ اُن سے پوچھیں گے کہ) تمھیں کیا چیز دوزخ میں لے آئی ہے؟ وہ کہیں گے: ہم نمازی نہ تھے؛ ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے؛ ہم اِن کج بحثی کرنے والوں کے ساتھ کج بحثی کرتے تھے اور بدلے کے دن کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ یقین کی گھڑی آ گئی۔

☆ 'اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ. فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ. وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ. فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ. الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ. الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ'[4]، یعنی تم نے دیکھا اُس شخص کو جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے؟ یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھلانے کے لیے نہیں ابھارتا۔ پس بربادی ہے اِس قسم کے نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز کی حقیقت سے غافل ہیں۔ وہ جو عبادت کی نمایش کرتے اور برتنے کی کوئی ادنیٰ چیز بھی کسی کو دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

اِس کے علاوہ، اقوال رسول میں کثرت سے اِس بات کی تاکید کی گئی ہے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'ليس المؤمن الّذي يشبع ، وجارُه جائع إلٰى جنبه'[5]، یعنی وہ شخص مومن نہیں جو خود سیر ہو کر کھائے اور اُس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

۲۔ الدہر ۷۶: ۸۔

۳۔ المدثر ۷۴: ۳۸-۴۷۔

۴۔ الماعون ۱۰۷: ۱-۶۔

۵۔ الأدب المفرد للبخاري: ۱۱۲۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اِس بات کا کوئی جواب دینے کے بجاے، مذکورہ صاحب اِس طرح کا ریمارک دینے لگے — لیجیے، آپ کی مذہبیت جاگ اٹھی، آپ نے پھر وہی مولویانہ قسم کی بات شروع کر دی، وغیرہ۔ میں نے کہا: ممکن ہے ایسا ہی ہو، جیسا آپ فرما رہے ہیں، مگر یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔ دلیل کا جواب دلیل ہے، نہ کہ مجرد ریمارک۔ ہماری گفتگو جاری رہی۔ آخر کار، انھوں نے یہ کہہ کر کسی نتیجے پر پہنچے بغیر بات ختم کر دی: ''میں آپ کو سمجھا نہیں سکتا۔ 'مذہبی' کنڈیشننگ کی بنا پر آپ سے مزید بات نہیں ہو سکتی۔'' میں نے عرض کیا: یہ بات اُس وقت درست ہو سکتی تھی، جب آپ کا ساتھی زیر بحث موضوع پر علمی ڈسکشن کے لیے تیار نہ ہو۔ وہ صرف 'فتویٰ' و 'ارشاد' کی زبان میں اپنی بات کہہ کر آپ کو خاموش کرنے کی کوشش کرے۔ اِس کے برعکس، یہاں صورت حال یہ ہے کہ میں استدلال کی زبان میں بات کر رہا ہوں اور آپ صرف ریمارک کی بنیاد پر بلا دلیل اپنے موقف کی وکالت فرما رہے ہیں!

''میں آپ کو سمجھا نہیں سکتا''، جیسی بات اُس شخص سے کہنا درست ہو سکتا ہے جو علم واستدلال کی زبان میں کسی حقیقت کو سمجھنا نہ چاہے، مگر جو شخص کسی چیز کو علم واستدلال کی زبان میں خالص معروضی طور پر سمجھنا چاہتا ہو، اُس کے سامنے اِس طرح کی بات کرنا صرف اِس بات کا ثبوت ہے کہ ایسے آدمی کے اندر صالح مزاج (sound mind) نہیں پایا جاتا، وہ رد عمل کا شکار ہے یا وہ اُس نفسیاتی کم زوری میں مبتلا ہے جس کو علمی کم ہمتی کہا جاتا ہے۔ شاید اِس قسم کے لوگوں کو اندازہ نہیں کہ یہ صرف اپنی شکست کا اعلان ہے، نہ کہ حقیقت واقعہ کی تردید۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اِس طرح کے تجربات کے دوران میں اکثر قرآن کی وہ آیت یاد آتی ہے جس میں ارشاد ہوا ہے:

''(مبرہن دلائل کے باوجود) انسانوں کا حال یہ ہے کہ اُن میں ایسے لوگ بھی ہیں جو بغیر کسی علم، بغیر کسی ہدایت اور بغیر کسی روشن کتاب کے (محض تکبر سے) اپنے شانے جھٹکاتے ہوئے اللہ کے باب میں حجت کرتے ہیں، تاکہ وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں۔'' (الحج ۲۲: ۸-۹)

متعدد اسباب کی بنا پر دور جدید میں یہ ظاہرہ بہت عام ہوتا جا رہا ہے۔ آج ہر جگہ ایسے فلسفہ طراز قسم کے دانش ور نظر آئیں گے جو عقل وفطرت، علم واستدلال اور کتاب الٰہی کی کسی شہادت کے بغیر خدا اور رسول اور اسلام پر راے زنی کرتے ہوئے محض خود ساختہ مفروضات کی بنا پر بڑی بڑی بحثیں کریں گے، حتیٰ کہ اب ایسے مفکرین بھی ابھر آئے ہیں جو عربی زبان سے بے خبر ہونے کے باوجود اسٹیج پر قرآنیات کا دنگل لڑتے ہوئے نظر آئیں گے۔ عبداللہ بن مسعود کے الفاظ میں، اِس قسم کے غیر عالم 'خطباء' کی کثرت صرف حقیقی 'علماء'

کی قلت (كثيرٌ خطباؤه، قليلٌ علماؤه)[6] کا ثبوت ہے، جو بلاشبہ انسانیت کے لیے ایک انتہائی مہلک ظاہرہ ہے۔

اِس طرح کے تجربات کے دوران میں اکثر یہ احساس ہوتا ہے کہ —— کیسے عجیب ہوں گے وہ لوگ جو خدا کی زمین پر کھڑے ہو کر خدا کا انکار کریں؛ جو خدا کی دنیا میں رہ کر خدا کو اپنا کنسرن نہ بنائیں؛ جو کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو روشن کرنے والی ذات سے روشنی حاصل نہ کریں؛ جو خدا کے نور سے اپنے وجود کو منور نہ کریں؛ جو خدا کے بنائے ہوئے زمین وآسمان کے درمیان زندگی گزاریں، بغیر اِس کے کہ انھوں نے خدا کو دریافت کیا ہو؛ جو اپنی ذات کی صورت میں ایک چھوٹے وجود کا تجربہ کرنے کے باوجود خدا کے عظیم تر وجود کا اعتراف کرنے سے قاصر رہیں؛ جو خدا کے عطا کردہ سمع وبصر اور فکر وذہن کو استعمال کرتے ہوئے خود خالق کے خلاف محاذ آرائی کریں اور اُس کے بھیجے ہوئے دین کے متعلق بے اصل نظریات قائم کرلیں۔ کیسی عجیب ہے انسان کی یہ روش کہ نشانیوں کے ہجوم میں وہ نشانیوں کا انکار کرتا ہے، جب کہ علم وہدایت کے ابدی دروازے اُسی کے لیے کھولے گئے تھے، نہ کہ حیوانات وجمادات کے لیے۔ یہی لوگ ہیں جن کے متعلق ارشاد ہوا ہے: 'اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ'[7]۔

[لکھنؤ، ۱۰ر نومبر ۲۰۱۸ء]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۶۔ السلسلة الصحيحة: ۲۵۱۰۔

۷۔ الاعراف ۷: ۱۷۹۔